معراجیں منامی تھیں۔‘‘ (تعلیم الاسلام)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

’’قرآنِ مجید کے ارشادات اور احادیثِ متواترہ سے جن کا ذکر آگے آتا ہے، ثابت ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا، بلکہ جسمانی تھا، جیسے عام انسان سفر کرتے ہیں، قرآنِ کریم کے پہلے ہی لفظ ’’سُبْحٰنَ‘‘ میں اس طرف اشارہ موجود ہے؛ کیوں کہ یہ لفظ تعجب اور کسی عظیم الشان امر کے لیے استعمال ہوتا ہے، اگر معراج صرف روحانی بطورِ خواب کے ہوتی تو اس میں کون سی عجیب بات ہے! خواب تو ہر مسلمان، بلکہ ہر انسان دیکھ سکتا ہے کہ میں آسمان پر گیا، فلاں فلاں کام کیے۔ دوسرا اشارہ لفظ ’’عَبْد‘‘ سے اسی طرف ہے؛ کیوں کہ ’’عَبْد‘‘ صرف روح نہیں، بلکہ جسم وروح کے مجموعہ کا نام ہے، الخ۔‘‘ (معارف القرآن، ج:۵،ص:۴۳۸)

اور علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ ’’الروض الأنف شرح سيرت ابن هشام‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’مہلب نے شرح بخاری میں اہلِ علم کی ایک جماعت کا قول نقل کیا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوئی: ایک مرتبہ خواب میں، دوسری مرتبہ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ۔‘‘

(الروض الأنف، ج:١، ص:٢٤٤)

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے یہ فرمایا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی، انہوں نے پہلے واقعہ کے بارے میں کہا ہے، ورنہ دوسرا واقعہ جو قرآنِ کریم اور احادیثِ متواترہ میں مذکور ہے، وہ بلاشبہ بیداری کا واقعہ ہے اور جسمانی طور پر ہوا ہے، یہی اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144004201368 دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

شبِ براءت اور شبِ معراج اور طاق راتوں میں جاگنے کھانے پکانے، اور بیان کرنے کا حکم

سوال

جس طرح آج کل شبِ براءت اور شبِ معراج اور طاق راتوں میں جاگنے اور کھانے پکانے اور

بیانوں کا سلسلہ ہے، ہر سال لازمی کرنا اس کو ضروری سمجھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب

صورتِ مسئولہ میں شبِ براءت، شبِ معراج، اور طاق راتوں سے متعلق الگ الگ جواب لکھا جاتا ہے:

شبِ براءت

واضح رہے کہ شبِ براءت کی فضیلت اور اہمیت اور اس میں عبادت کرنا ثابت ہے، اور پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا مستحب ہے، البتہ اس دن میں خاص طور پر کھانے پینے کی اشیاء بنانا اور تقسیم کرنا چوں کہ ثابت نہیں؛ اس لیے اس کا اہتمام والتزام کرنا (ثواب کا باعث سمجھنا، اور نہ کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا) بدعت ہے۔ اگر مقصود مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کے لیے کسی مہینے یا دن کا انتظار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ کسی بھی دن جو میسر ہو صدقہ کرکے اس کا ثواب بخش دیا جائے، معروف دن میں نہ کرے۔

شبِ معراج

اس طرح شبِ معراج میں بھی خصوصیت کے ساتھ جاگنے کو لازم سمجھنا، اور اس میں کھانے پکانے کا اہتمام کرنا اور نہ کرنے والوں کو برا کہنا اور سمجھنا، یہ سب امور بدعت کے زمرے میں آتے ہیں، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

طاق راتوں میں جاگنا

رمضان کی طاق راتوں میں اجتماعی طور پر عبادت، دعاء، بیان، ذکر وتلاوت وغیرہ کا اہتمام والتزام کرنا درست نہیں، ان راتوں میں انفرادی طور پر کثرت سے عبادت کرنی چاہیے، کیونکہ یہ اعمال ازقبیلِ نوافل ہیں، رسول اللہ ﷺ ان نمازوں کے علاوہ جن کا باجماعت ادا کرنا ثابت ہے، دیگر عبادات نوافل وغیرہ سخت مجبوری کے باوجود گھر میں ادا کرتے تھے، البتہ اگر مسجد میں عبادت، تلاوت وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا گیا، بلکہ اتفاقاً لوگ مسجد میں آکر تلاوتِ قرآن، نماز اور ذکر کرنے لگیں تو اس کی گنجائش ہے، البتہ گھر میں ان اعمال کا کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔

بیانات

بیانات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ بیانات کو ان راتوں کا حصہ سمجھنا یا اس طرح کے مواقع پر سنت

قرار دینا یا شرکت نہ کرنے والوں کو ملامت کرنا غلط ہے، اس صورت میں یہ عمل بجائے ثواب کے بدعت کے زمرے میں داخل ہوسکتا ہے، البتہ ان طاق راتوں میں بیانات کو اگر سنت یا لازم نہ سمجھا جائے اور کسی قسم کی بدعات نہ ہوں تو جائز ہے۔

''مشکاۃ المصابیح''میں ہے:

''إياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة.''رواه أحمد.'' (کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ج:۱، ص: ۵۸، ط: دار المعرفة)

فتاویٰ شامی (باب صلاۃ المریض) میں ہے:

''وكل مباح يؤدي إلي السنة أو الواجب، فمكروه.''(ج:۲،ص:۱۰۵،ط:سعید)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اس شب کے لیے خصوصی نوافل کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحمہم اللہ نے کیا۔ علامہ حلبی تلمیذ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے غنية المستملي، ص:۴۱۱ میں، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج: ۲، ص: ۵٦، میں، علامہ طحطاویؒ نے مراقي الفلاح، ص: ۲۲ میں اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں، ان کو رد کیا ہے۔''

(فتاویٰ محمودیہ، ج: ۳، ص: ۲۸۴، ادارۃ الفاروق، کراچی)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ماہِ رجب میں تاریخِ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ماثبت بالسنة'' میں ذکر کیا ہے۔ بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں۔'' (فتاویٰ محمودیہ، ج: ۳، ص: ۲۸۱، ادارۃ الفاروق، کراچی)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''۲۷ رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں۔'' (سات مسائل، صفحہ:۵)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر:144507101599 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....